۱۹/مارچ ۲۰۱۸ء

۲

مملکتِ سعودی عرب میں سماجی اصلاحات کا رُخ؟

الحاج ڈاکٹر عبدالرؤف
ڈائرکٹر دانش گاہ اسلامیہ ہائی اسکول، آسنسول

نومبر 2017ء کے اوائل میں فرمانروائے سعودی عربیہ کے ولی عہد، سعودی شہزادہ محمد بن سلمان نے اعلان کیا کہ سماجی اصلاحات کی ایک سیریز کے حصے کے طور پر مملکت سعودی عربیہ کے تمام سینما گھروں میں لگی پابندیاں ختم کی جا رہی ہیں چونکہ تفریح کے یہ ذرائع، خود احتسابی اور خود اصلاحات، ترقی پذیر سماج کی علامت ہیں۔

مملکت سعودی عربیہ میں پہلا سینما گھر مارچ 2018 سے کھول دیا جائے گا اور سال 2030 تک پوری مملکت میں 300 سے زائد سینما گھروں کو دوبارہ کھولا جائے گا۔

واضح ہو کہ ان سینما گھروں میں 1980ء سے اس وقت پابندیاں لگائی گئی تھیں، جب عالم اسلام کے ایک ہندستانی عالم دین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے 1979ء میں مملکت کی تہذیبی و معاشرتی و مادی ترقیات، مغرب کی تقلید اور ذرائع ابلاغ کا گہرائی سے مشاہدہ اور مطالعہ کیا تو ان کی فکرمندی نے محسوس کر لیا تھا کہ اس اسلامی مرکز کے معاشرے کا رخ تیزی سے بدل رہا ہے اور اگر حالات کی یہی رفتار رہی تو وہ دن دور نہیں جب یہ سرزمین اور یہاں کا مقدس ماحول اس ترقی یافتہ زندگی اور معاشرت، یورپ و امریکہ کا طرز معاشرت، اختیار کرلے اور کچھ عرصہ بعد ایسی نسل پیدا ہو جو اس بلد الامین کے قائم کردہ مقاصد کو بھول جائے۔ لہٰذا انہوں نے شاہ خالد کو مکتوب لکھا کہ مغربی طرز معاشرت، فلم بینی ذرائع ابلاغ کی مختلف قسمیں، کھیل و تفریح کے جنون، معیار زندگی کی بلندی، سامان تعیش کی فراوانی وغیرہ، اس مملکت کے بانیان کی روح کے منافی ہیں۔ اور انہوں نے تفصیلات پیش کیں کہ سعودی ذرائع ابلاغ اور ٹیلی ویژن کے پیش کردہ پروگرام کے حوالے سے نوجوانوں میں قبل از وقت جنسی احساس بیدار کرنے اور ان کے جذبات میں ہیجان پیدا کرنے کے لئے یہ ذرائع ایک طاقتور انجکشن یا میجز کا کام کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں بعض امریکی فلموں کا بھی ذکر کیا گیا جو ان سینما گھروں اور T.V پر دکھائی جاتی ہیں جس سے کہ معاشرے میں بے راہ روی پھیل رہی ہے۔ نیز سوسائٹی میں اس کے تخریبی اثرات کا بڑی وضاحت اور جرأت سے اظہار کیا، ٹیلی ویژن کے حد سے بڑھے ہوئے جنون اس کے دیکھنے کے انہماک سے معیار تعلیم، طلبہ کی محنت، یکسوئی اور امتحانات کے نتائج اور نماز کے اوقات میں ایسے پروگرام پر پابندی وقت کے تعین پر بھی متوجہ کیا گیا اور حضرت مولانا علی میاںؒ نے اس امر پر اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ غیر صالح رجحانات، نیم عریاں تصاویر اور ہیجان انگیز اشتہارات اور شہوانی گانوں کی مقبولیت اور اس طرح کے کیسیٹ آسانی سے یہاں دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اسے دیکھنے سے قوم کے مردانہ اخلاق، سپاہیانہ زندگی (جس میں عرب اپنے دور جاہلیت میں بھی ممتاز ہے) پر اس کا اثر پڑ رہا ہے لہٰذا اس مسئلے پر بھی شاہ خالد کو متوجہ کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہی ہوا تھا کہ شاہ خالد کے زمانے میں ہی ان سینما گھروں پر پابندیاں لگادی گئی تھیں۔

اب یہ مملکت جو کہ سرزمین مقدس اور اسلام کا مرکز ہی نہیں اسلام کا دھڑکتا ہوا دل ہے وہاں دینی و اخلاقی انحطاط کے آثار اور دولت و مغربیت کے بڑھتے ہوئے اثرات سے معاشرے پر دینی معلومات کا اثر ڈھیلا پڑتا جا رہا ہے۔ چونکہ اس مملکت کے عوام و خواص نے یورپ اور امریکن یونیورسیٹوں سے تعلیم و تربیت حاصل کی ہے اور گزشتہ چار یا پانچ دہائیوں سے مملکت کی نئی نسلیں اسی یورپ و امریکی یونیورسٹیوں کی پروردہ ہیں۔

اب یہاں کے عام ہوں یا خاص سبھی اسی مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ مغرب کا سب سے بڑا نعرہ سماجی اصلاح کے نام پر شرعی حدود و قیود سے آزادی پوری مملکت میں پھیل گئی ہے ابھی تو سینما گھروں سے پابندیاں ہٹائی گئی ہیں۔ مزید رقص و سرور کی محفلیں بھی سجائی جا رہی ہیں۔

نومبر 2017 کے ہی اوائل کی رپورٹ کے مطابق سعودی عربیہ کے دارالحکومت ریاض کے کنگ فہد ثقافتی مرکز میں لبنانی گلوکارہ حبا توامی نے مملکت کی اجازت سے اپنی پرفارمنس پیش کی تو خواتین پر مبنی ہزاروں شائقین جو کہ اس ہال میں موجود تھے، انھوں نے اس پروگرام کی زبردست پذیرائی کی۔ اس گلوکارہ نے پوپ میوزک پر اپنا کنسرٹ پیش کیا۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی عربی زبان کا کنسرٹ ہوگا جو پوپ میوزک کے دھن میں ڈھالا گیا جس کے بجتے ہی خود بخود تھرکنے کا ماحول بن جاتا ہے۔ یعنی کہ رقص و سرور کی اس محفل کو بھی۔

سعودی عربیہ کے حالیہ عرصے میں تفریح کے مواقع فراہم کرنے کی شروعات کردی ہے۔ بلکہ مختلف بین الاقوامی فنکاروں کے کنسرٹس منعقد کرنے کے لئے بھی اس اسلامی ملک میں راستے کھول دئے گئے ہیں۔

سعودی عربیہ میں ہونے والے اس کنسرٹ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ملک کی سماجی روایات میں تبدیلی آرہی ہے اور خواتین کی اکثریت جو مغربی طرز معاشرت کی دلدادہ و اسلام بیزار تعلیم و تربیت کی پروردہ ہیں ان کے ذوق طبع کے تمام سامان مہیا کئے جا رہے ہیں۔ ستم تو یہ ہے کہ جس زبان کو ہم مقدس اور قرآن کریم کی زبان مانتے ہیں، اسی زبان کے بولنے والے اس پورے خطہ عرب میں عربی زبان کو ہر اس لغویات کے لئے استعمال کر رہے ہیں جو فحاشی کے اڈوں کو فروغ دیتے ہیں۔

ہمارا یہ ایمان بلکہ یقین کامل سمجھیں، ہم اس مقدس کتاب قرآن حکیم کی زبان کو بہت ہی متبرک اور آسمان سے نزول کی زبان سمجھتے ہیں، لیکن۔ جب اس زبان کے پڑھنے اور بولنے والوں کا میں نے بغور مطالعہ کیا تو یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ مذہب اسلام کا پیغام جس زبان عربی میں ہم تک پہنچا ہے اسی زبان کے پڑھنے اور بولنے والوں نے پوری دنیا کے مروجہ زبان و ادب سے زائد (حد سے زیادہ) اسی عربی زبان کے نام نہاد مسلمان مصنفین نے اسلام کی مخالفت میں کتابیں لکھی ہیں جو ہمارے لئے سوہان روح سے کم نہیں ہے۔

مغربی تہذیب کے دلدادہ عربوں نے آزادیٔ نسواں کا جو پیغام فرانس سے اٹھا تھا، اسے روبہ عمل لانے کے لئے سماجی اصلاحات کے نام پر حدود اسلام سے تجاوز اور دوسری سیر و تفریحات، جمنازیم اور یوگا کی تعلیم کا بھی اعلان کیا ہے۔

واضح ہو کہ جس یوگا کو ہندوستان میں علماء نے ہندومت کی علامت سمجھا اور مسلم بچوں و بچیوں کو اس سے مستثنیٰ قرار دینے کے لئے تحریکیں چلائی ہیں وہیں مملکت اسلامیہ کے سعودی عرب نے خود اصلاحات و ترقی پذیر سماج کی علامت کے طور پر مملکت میں یوگا کو رائج کرنے کا فرمان جاری کیا ہے۔

ویسے تو مختلف ذرائع سے یہ رپورٹیں ہمیں ملتی رہتی ہیں کہ ان کے ظاہری لباس بالخصوص خواتین کے لئے نقاب و حجاب صرف مملکت سعودیہ کے رائج اسلامی قوانین (آثار بتارہے ہیں کہ شاہی حکم نامہ سے سیکولر قوانین نافذ ہوجائے) کے خوف سے مستورات میں نافذ العمل ہے۔ ورنہ اس لباس کے پسِ پشت خواتین میں نیم عریاں لباس کا چلن بھی تیز تر ہو رہا ہے جو مغرب سے درآمد کر کے ان تک پہنچی ہیں۔ اور اس کے اثرات ہی ان کی معاشرتی تہذیب و تمدن کا حصہ بن رہی ہیں جو یورپ و امریکہ سے ان تعلیم و تربیت کا شاخسانہ ہے۔

چونکہ ان کی تعلیم و تربیت قال اللہ اور قال رسول اللہ ﷺ جیسے تعلیمی اداروں میں نہیں ہوئی ہے۔ یہ مغربی دنیا سے تعلیم و تربیت کے حامل ہیں اور مغربی دنیا میں اباحیت اور جنسی بے راہ روی نے جو ستم انسانی سوسائٹی پر ڈھائے ہیں، انھیں اب محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس کے برعکس سائنس و ٹکنالوجی کے گھمنڈ میں مغرب اخلاقی لحاظ سے بری طرح دیوالیہ ہو گیا ہے۔ فلمیں، ٹیلی ویژن آڈیو، ویڈیو، واٹس ایپ، سوشل میڈیا کے بے شمار ذرائع نے مغربی فحاشی کو عام کر دیا اور پوری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے۔ ہم یہ نتیجہ اخذ کر رہے ہیں کہ ساری دنیا میں واحد ملک سعودی عربیہ جو اسلامی کنٹری ہے، وہاں بھی اس فحاشی نے انقلاب برپا کیا جو دراصل اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے، جسے انہوں نے اپنایا ہے اور اسلامی اصول و مبادئی کے برخلاف یا اپنے معاشرے کو موجودہ زندگی سے ہم آہنگ بنانے کے لئے ہر وہ راہ اختیار کر رہے ہیں جو ان کی رگ و پے میں سما گئی ہے۔

حاصل مدعا یہ ہے کہ یہ مملکت سعودی عربیہ جو کہ سرزمین مقدس اور اسلام کا مرکز و منارہ نور ہے اسی سرزمین سے ساری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی ہے۔ اب اسی سرزمین کے محافظوں کے ذریعے دور جدید کی خدا بیزار و مذہب بیزار یلغار شروع ہو چکی ہے۔ جو ان ہی ارباب حل و عقد کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے۔

درحقیقت آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد اس سرزمین کو ظلم و جبر، کفر و شرک اور فحاشی و عریانی سے پاک کر دیا تھا۔ مگر وہاں کے حکمراں آہستہ آہستہ اس سرزمین کو واپس اسی دور جہالت کی طرف لے جانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ جہاں انسان تو تھے مگر حیوان سے بدتر طرز معاشرت تھی۔

ابتداء سے آج تک باطل قوتوں سے اسلام برسر پیکار ہے اور چراغ مصطفویؐ جو اسلام کا ابدی پیغام لے کر آیا اسے باطل قرار دینے کی کوشش شرار بولہبی کے طور پر کی جاتی ہیں۔

(09332242523)